AL-'ULŪM *(July-December) 2021*
2:2 (01-26)

مترجم قرآن الحاج حافظ غلام سرور: چند حقائق کی روشنی میں

Al-Hāj Hāfiz Ghulām Sarwar-Translator of the Holy *Qur'ān-* in the light of some facts

*Hafiz Khurshid Ahmad Qādri (Ph.D), Assistant Professor, GC University, Lahore

Keywords:
Orthodox, Rendering, Qādyānism, Forerunner, Repudiated

Abstract: *Al-Hāj Hāfiz Ghulām Sarwar translated the Holy Qur'ān in English in the late 1920's. Academically, it was an excellent work but due to the lack of any organization, social or religious group behind him, he was stuck to the libraries and so did not make it up to the general inquisition of scholars. A.R. Kidwai made a reliable name in the realm of English translations of the Qur'ān all over the world. In spite of the credibility, he has written some unauthentic information about Hāfiz Sarwar's name, date of death, the nature of his job, publication date of his magnum opus, his exegetical notes, his relation with Qadyānism, his paying homage to Maulwī Muhammad 'Alī and Mirza Ghulām Ahmad Qādyānī. All these aspects are discussed and proved with references. The analytical, comparative, and historical approaches have been adopted in this article with qualitative paradigm. A thorough research has been done to prove the orthodoxy of Hāfiz Ghulām Sarwar. The scholars like 'Abdullah Yūsuf 'Alī, Husain Abd-al-Ra'uf, and Dr. Muhar 'Alī, reported him inclined towards Qadyānism. However, recently, Dr Sultān Shah has made an endeavor to reject all such perceptions built by Kidwai to ostracize Ghulām Sarwar. Family history of this translator has never been emphasized enough in the East or West but now with the help of modern resources some facts about the ignored scholar of the Qur'ān are collected and presented. He spent his entire career serving in Far East region so; it is recommended that some researcher of Far East background should work on this topic.*

Qadri, Hafiz Khurshid Ahmad. (2021). Al-Hāj Hāfiz Ghulām Sarwar-Translator of the Holy Qur'ān-in the light of some facts. Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies, 2(2), 01-26.

Email: khurshidahmadgcu@gmail.com

C

Content from this work is copyrighted by *Al-'Ulūm* Journal of Islamic Studies, which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited in the form of a proper scientific referencing.

پوری دنیا میں مسلمان اہل قلم کی طرف سے انگریزی ترجمہء قرآن کے حوالے سے اولیت کا اعزاز مرزا ابو الفضل (۱۸۶۵۔۱۹۵۶ء) کے پاس ہے۔ آپ نے ۱۹۱۱ء میں *The Qur'ān* کے نام سے دو جلد میں ترجمہ قرآن شائع کیا۔ بنگلہ دیش کی یونیورسٹی آف ڈھاکہ سے تشریف لائے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر شاہ کوثر مصطفیٰ ابو العلائی نے ۱۸۶۰ء کے عشرے کے انگریزی زبان میں کسی بنگالی مترجم قرآن کا ذکر کیا لیکن وہ اس کا ثبوت فراہم کرنے سے قاصر رہے۔ حیرت دہلوی نے کچھ مستشرقین کے کام کو جمع کر کے ایک انگریزی ترجمہ قرآن ۱۹۱۶ء میں شائع کیا۔ علمی طور پر مضبوط، ہر دو زبانوں کا پختہ علم اور عمدہ ذوق رکھنے والے راسخ العقیدہ مسلمان الحاج حافظ غلام سرور کے قلم سے انگریزی ترجمہء قرآن ۱۹۲۸۔۱۹۲۹ء میں سامنے آیا۔

عام طور پر انگریزی تراجم قرآن کی تاریخ لکھنے والوں نے حافظ صاحب کو قادیانی یا قادیانیت کی طرف جھکاؤ رکھنے والا اسکالر قرار دیا ہے۔ ماضی میں بھی محققین نے الحاج حافظ غلام سرور کے مسلمان ہونے کی گواہی دی لیکن ان کی آراء نقار خانے میں طوطی کی آواز ثابت ہوئیں۔ حال ہی میں پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ[۱] نے مضبوط دلائل کی بنیاد پر الحاج حافظ غلام سرور کو راسخ العقیدہ مسلمان ثابت کیا ہے۔ اس مضمون میں حافظ صاحب کے صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کے حوالے سے کچھ مزید دلائل جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ان سطور میں الحاج حافظ غلام سرور کے ترجمۂ قرآن کریم کا تفصیلی تعارف سامنے لایا جائے گا۔ اندرونی اور بیرونی شہادتوں کی بنیاد پر حافظ غلام سرور کی مذہبی وابستگی کو ثابت کر کے ان کے متعلق ان الزامات کی تردید کی گئی ہے کہ ان کا تعلق قادیانی یا لاہوری فرقے سے تھا۔ حافظ غلام سرور عربی اور انگریزی زبانوں کے اچھے عالم تھے۔ عربی زبان میں اپنی مہارت کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ، حافظ خورشید احمد قادری، "ڈاکٹر حافظ غلام سرور کا انگریزی ترجمہ قرآن کریم"، **التفسیر**، کراچی، ۱۳:۳۳، (جنوری۔جون، ۲۰۱۹ء)، ۹-۲۹۔

"میں کلاسیکی عربی کو سمجھتا ہوں۔ میں چار سال تک گورنمنٹ کالج لاہور اور انڈین سول سروس میں عربی پڑھتا رہا۔ میں نے عربی کے حوالے سے امپیریل انسٹی ٹیوٹ سے ۲۰۰ پاؤنڈ کا انعام بھی جیتا"۔[۲]

خُوسلمہ نسوشن (Khoo Salma Nasution) کے مطابق وہ اردو اور عربی زبانوں میں اچھی مہارت اور روانی رکھتے تھے"۔[۳]

آپ نے **"۱۹۰۰ سے ۱۹۴۰ء تک پے نینگ بندر گاہ میں تامل مسلمان"** کے زیر عنوان اپنے مضمون میں الحاج حافظ غلام سرور کی زندگی کے چند نہاں گوشوں پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے:

تامل مسلمان تاجروں کی تنظیم "دا مسلم مہاجنا سبھا" کے ۱۹۳۰ء کے صدر پی۔کے شکّارائی راتھر ایک کامیاب تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مخیر مسلمان رہنما بھی تھے۔ آپ نے پے نینگ کے تامل مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کے لیے مساجد اور دنیاوی تعلیم کے لیے اسکولوں کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا۔ حافظ غلام سرور جب سنگاپور سے سول ڈسٹرکٹ جج کے عہدے سے ریٹائر ہو کر ۱۹۳۰ء میں واپس پے نینگ آئے تو پی۔کے۔ شکّارائی راتھر حافظ صاحب کے اچھے دوست بن گئے۔ دونوں دوستوں نے ۱۹۳۰ء کے عشرے میں نہ صرف مسلمانوں کے مشاورتی بورڈ میں خدمات انجام دیں بلکہ مسلمانوں کے المشور (Almashoor) اسکول کے بورڈ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ دونوں دوستوں کی قربت اتنی بڑھی کہ ۱۹۳۵ء میں وہ سمدھیانے کے رشتے میں منسلک ہوگئے۔ راتھر کی سب سے بڑی بیٹی ایس۔ آر۔ سلمہ کی شادی حافظ صاحب کے اکلوتے فرزند شیخ محمد صدیق فاروق سے طے پاگئی۔ اس موقعہ پر پی۔کے۔ شکّارائی راتھر، جے۔پی۔ نے ارونگ روڈ پے نینگ میں واقع اپنی رہائش گاہ پر مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے اپنے بہت سے دوستوں کو رات کے کھانے پر بلایا۔ شمالی اور جنوبی ہند کے دو معتبر خاندانوں کے اس سنجوگ کو غیر معمولی خیال کیا گیا لیکن اس تعلق کی فوری وجہ یہ تھی کہ ان دنوں پے نینگ میں حافظ غلام سرور کے آبائی علاقے شمالی ہند سے تعلق رکھنے والے خاندانوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی۔ یہ شادی حافظ صاحب کے

2- Bashir A Mallal, (ed.) **Trial of Muslim Libel Case** (Singapore: Daily printer, 1928), 65.

3- Khoo Salma Nasution, **Colonial intervention & transformation of Muslim waqf settlements in urban Penang: case study of Capitan Kling mosque waqf & achene street mosque waqf**, 8.

پے نینگ میں حنفی مذہب کے پیروکار تامل مسلمانوں کے ساتھ قریبی تعلقات کی استواری کا ایک حصہ تھی۔[4]

پہلی جنگ عظیم کے دوران فروری ۱۹۱۵ء میں ملایا، سنگاپور اور گردونواح کے جزائر میں سلطنت برطانیہ کے خلاف پرزور پین اسلامک احتجاج دیکھنے میں آیا۔ اس احتجاج میں مسلم کے ساتھ سکھ سپاہیوں نے بھی حصہ لیا۔ فوری احتیاطی تدبیر کے طور پر سنگاپور کے برطانوی ارباب حل و عقد نے جون ۱۹۱۵ء میں ایک "محمڈن ایڈوائزری بورڈ" تشکیل دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کا بنیادی مقصد غیر ملکی ارباب بست وکشاد کو مقامی مسلمانوں ـــــ خاص طور پر ہندی مسلمانوں ـــــ کے حوالے سے اطلاعات کی فراہمی کا ایک مؤثر نظام قائم کرنے میں معاونت فراہم کرنا تھا۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں مذہب اسلام اور مسلم روایات سے متعلق ایک مشاورتی بورڈ بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ابتدائی طور پر یہ کمیٹی گیارہ افراد ـــــ پانچ عرب ارکان، پانچ غیر عرب ارکان اور ایک برطانوی صدر ـــــ پر مشتمل تھی۔ اپریل ۱۹۱۶ء میں جب حافظ غلام سرور سنگاپور سے پہلی مرتبہ تبدیل ہو کر پے نینگ آئے تو انہیں بھی اس ایڈوائزری بورڈ کا رکن متعین کر دیا گیا۔ کافی عرصہ یعنی ۱۹۱۷ء تک حافظ صاحب اس بورڈ میں شمالی ہند کی نمائندگی کرنے والے واحد رکن تھے۔ مسلم مہاجنا سبھا پے نینگ کے ۳۰۰ مسلمانوں کی طرف سے ۱۹۲۲ء میں درج ذیل مضمون کی ایک درخواست دائر کی گئی۔

> "چوں کہ زیادہ مقامی مسلمان مالے زبان سمجھنے سے قاصر ہیں اس لیے ایک ایسے امام کا تقرر عمل میں لایا جائے جو ہفتہ وار عربی مسنون خطبہ جمعۃ المبارک کا تامل زبان میں ترجمہ کرسکے تاکہ مقامی چولیا (Chulia) مسلمان اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔"

حکومت برطانیہ کے متعین کردہ محمڈن ایڈوائزری بورڈ کے صدر کی حیثیت سے حافظ غلام سرور کے سامنے یہ درخواست آئی تو آپ نے اپنے علم، تجربے اور اختیار کو استعمال کرتے ہوئے کیپٹن کیلنگ مسجد (Kapitan Keling Mosque) میں ایک موزوں فرد کی بطور امام تقرر کی سفارش کی۔[5]

4- Ibid, 8.

جناب احمد گنٹر نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ الحاج حافظ غلام سرور کے اکلوتے بیٹے شیخ محمد صدیق فاروق کی شادی تامل مسلمان خاتون ایس۔ آر۔ شگّارائی راتھر سے ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک بیٹے اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ ان چار میں سے ایک بیٹی جناب احمد گنٹر صاحب کی دادی تھیں۔[5]

حافظ غلام سرور نے اسلام کے حوالے سے بہت کچھ لکھا، اس میں "فلسفۂ قرآن" نامی ایک کتاب بھی شامل ہے۔ اس کتاب کا باب اول (Words are as Breath and Will is all) "الفاظ منہ سے نکلنے والے سانس کی طرح بے حقیقت ہوتے ہیں، اصل حیثیت لکھی ہوئی وصیت کی ہے"۔[6] کے عنوان سے ("دی اسلامک ریویو ووکنگ" The Islamic Review-Working) میں شائع ہوا۔ حافظ غلام سرور کا انگریزی ترجمۂ قرآن کریم اعلیٰ درجے کا معیاری کام ہے لیکن احمدیوں کے ساتھ نام نہاد تعلق کا الزام ہونے کی وجہ سے آپ کے ترجمۂ قرآن کریم کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھا گیا۔

احمدی قائدین جیسے کہ مرزا غلام احمد (۱۸۳۹۔۱۹۰۸ء) اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود (۱۸۸۹۔۱۹۶۵ء) مولوی محمد علی (۱۸۷۴۔۱۹۵۱ء) اور خواجہ کمال الدین (۱۸۷۰۔ ۱۹۳۲ء) سے آپ کے تعلقات تھے۔ حافظ صاحب ریاست کپور تھلہ کے اسی گاؤں میں پیدا ہوئے جو خواجہ کمال الدین کی بھی جنم بھومی ہے اور آپ گورنمنٹ کالج لاہور میں مولوی محمد علی لاہوری کے ہم جماعت رہے۔[7] قادیانیوں کے ساتھ انہی واسطوں کی وجہ سے آپ کو احمدی نقطۂ نظر کا پیروکار خیال کیا گیا۔

عملی زندگی کے ابتدائی مراحل میں مرزا ایک مسلمان عالم دین تھا جو دوسرے مذاہب کے علماء سے مناظرے کرتا، اور اپنی تحریروں میں اسلام کا دفاع کرتا لیکن سال ۱۹۰۰ء کے آخر یا ۱۹۰۱ء کے شروع میں اس نے

5- Khoo Salma Nasution, **Tamil Muslims in the Penang Port 1900-1940,** Paper presented at the Penang and India Ocean Conference, 2011, 9, 10, 12.

6- Alhajj Hafiz Ghulam Sarwar, Words are as Breath and Will is all**, The Islamic Review**, Vol.XXX, No.5, (May, 1937), 167-188.

7- Bashir A. Mallal, (ed.) **Trial of Muslim Libel Case**, 72.

نبوت کا دعویٰ کر دیا۔[۸] حافظ غلام سرور اس واقعے سے بہت پہلے ہندوستان سے جا چکے تھے اور اس کے دعویٰ نبوت سے ناواقف تھے۔ چوں کہ حافظ غلام سرور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بعد ہندوستان میں موجود نہیں تھے اس لیے انہیں ٹھوس ثبوت کے بغیر احمدی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

محقق علی گڑھ کی غیر تحقیقی آراء

موجودہ دور کے ایک سربرآوردہ محقق، "سچ"، "صدق" اور "صدق جدید" کی علمی و ادبی روایت کے امین، دنیا بھر میں شائع ہونے والے انگریزی تراجم قرآن پر گہری نگاہ رکھنے والے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی اپنی کتاب "مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن" میں الحاج حافظ غلام سرور کے متعلق لکھتے ہیں:

> "تیسرا ابتدائی ترجمہ غلام سرور (۱۸۷۳-۱۹۲۹ء اندازاً) کا ہے جو ۱۹۲۰ء میں شائع ہوا۔ کیمبرج یونیورسٹی، انگلستان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ ملایا (موجودہ ملیشیا) کی انتظامیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔ اپنے پیش روؤں کے برخلاف ان کا مطالعہ وسیع اور انگریزی زبان و بیان پر قدرت اعلیٰ معیار کی تھی۔ اپنے مقدمے میں شرح وبسط کے ساتھ انہوں نے مستشرقین کے تراجم کا محاکمہ کیا ہے جو کہ علمی اور فکری حیثیت سے قابل داد ہے البتہ ان کے تفسیری حواشی برائے نام ہیں جن کے باعث اس تصنیف میں متن قرآن مجید کے حوالے سے کہیں ان کے قادیانی مزعومات کا اثبات یا دفاع نہیں ملتا۔ البتہ اپنے مقدمے میں غلام سرور نے اپنے ہم عصر قادیانی مترجم قرآن مجید محمد علی کے تئیں غیر معمولی عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان کی تصنیف کے ایسے محاسن بیان کئے ہیں جو واقعۃً اس میں موجود ہی نہیں۔ مزید براں انہوں نے محمد علی کے قادیانی مزعومات سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے جو کہ ایک ناقابل توجیہہ معمہ ہے۔"[۹]

پروفیسر قدوائی اپنی اس رائے کو ایک اور جگہ بھی دہراتے ہوئے نظر آتے ہیں:

8- Dost Muhammad Shahid, ***Tarikh Ahmadiyyat*** (Rabwah: Idarat-ul-Musanniffin) vol.3, 189.

۹- پروفیسر عبدالرحیم قدوائی، **مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن** (نئی دہلی: البلاغ پبلی کیشنز، این۔ا، ابوالفضل انکلیو، ۲۰۱۵ء)، ۳۳۔

"قادیانی مترجمین کے اپنے برخود غلط مذہب کے ترجمان تراجم، جیسے محمد عبدالحکیم خاں (۱۹۰۵ء)، محمد علی لاہوری (۱۹۱۷ء) اور غلام سرور (۱۹۲۰ء)۔ غلام سرور قادیانی نہ تھے لیکن ان کے ترجمے میں مرزا غلام احمد کا ذکر تعریف و توصیف کے ساتھ ہے۔"[۱۰]

اپنے ایک اور مضمون میں پروفیسر قدوائی اپنی مذکورہ بالا رائے پر اصرار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"Ahmadi translators, namely, Muhammad Abdul Hakim Khan (1905) and Muhammad Ali (1917) and by Ghulam Sarwar (1920) who had Ahmadi leanings."[11]

(احمدی مترجمین کے نام ہیں محمد عبدالحکیم خاں (۱۹۰۵ء)، محمد علی (۱۹۱۷ء) اور غلام سرور (۱۹۲۰ء) جس کا احمدیت کی طرف رجحان تھا)

اب اگر ڈاکٹر قدوائی کی آراء کا بالترتیب جائزہ لیا جائے تو تفہیم میں آسانی رہے گی۔

مترجم کا نام

ڈاکٹر قدوائی نے مترجم کا نام مذکورہ بالا تینوں اقتباسات میں غلام سرور ہی لکھا ہے۔ اصول یہ ہے کہ کسی بھی مصنف، مؤلف یا مترجم کا وہی نام لکھنا چاہیے جو اس نے اپنی تصنیف، تالیف یا ترجمے پر لکھا ہو۔ الحاج حافظ غلام سرور کے ترجمۂ قرآن کی دو طباعتیں راقم کے سامنے ہیں جن میں ترجمہ قرآن کا عنوان بایں الفاظ درج کیا:

Translation of the Holy Qur'ān, from the Original Arabic Text with Critical Essays, Life of Muhammad, Complete Summary of Contents.[12]

پہلی طباعت پر ترسیل کے دو مراکز کا پتہ درج ہے:

1- 20 Malacca Street, Singapore.

۱۰- پروفیسر عبدالرحیم قدوائی، پکتھال کے ترجمہء قرآن پر ایک نظر، سہ ماہی، **تحقیقات اسلامی**، علی گڑھ، اکتوبر۔ دسمبر، ۲۰۱۷ء، ۱۵:۴، ۳۶۔

11- Muhammad A.R. Kidwai, Marmaduke ***Pickthall's English Translation of the Qur'ān (1930)***: An Assessment, Marmaduke Pickthall, Islam and Modern World, University of Sunderland, Geoffrey P. Nash, Brill, 2017, Leiden, vol.21, .232.

12- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, Title page.

2- S.M.S. Faruque, The Mosque, Woking Surrey, England

اس پہلی اشاعت پر مترجم کا نام Al-Haj Hafiz Ghulam Sarwar لکھا ہے۔ پہلی اشاعت پر تاریخ اشاعت درج نہیں ہے لیکن دوسری اشاعت پاکستان سے ہوئی اور اس پر سال اشاعت ۱۹۷۳ء درج ہے۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی اشاعت میں جو دراصل Reprint کر کے Second Edition نکالا گیا، پر بھی مترجم کا نام الحاج حافظ غلام سرور ہی درج ہے۔ صرف غلام سرور نام لکھنے سے التباس ہوتا ہے کہ "غلام سرور" اور "الحاج حافظ غلام سرور" علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔

الحاج حافظ غلام سرور کے سال وفات کی تحقیق

حافظ غلام سرور کے دورِ حیات سے متعلق قدوائی صاحب اپنا قیاس یوں ظاہر کرتے ہیں:

"غلام سرور (۱۸۷۳-۱۹۲۹ء اندازاً)"[۱۳]

یہ درست ہے کہ حافظ صاحب کے ۱۹۲۹ء تک حیات ہونے کی باقاعدہ شہادتیں موجود ہیں لیکن اس بات کی کوئی شہادت ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی کہ آپ ۱۹۲۹ء میں ہی راہی ملک عدم ہو گئے تھے۔ ایک اندرونی شہادت ملاحظہ ہو: الحاج حافظ غلام سرور اپنے ترجمہ قرآن کے تعارف

(Introduction, A Review of the Previous Translations of the Holy Qur'ān)

میں جارج سیل کے ترجمہ قرآن سے اپنے پہلے تعارف کو یاد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> "I set my eyes upon it in January 1887 (nearly forty one years ago)… I was then in my fourteenth year of life."[14]

درج بالا بیان سے مستنبط ہونے والے نکات یہ ہیں:

۱۔ جنوری ۱۸۸۷ء میں حافظ غلام سرور نے پہلی مرتبہ جارج سیل کا ترجمہ قرآن دیکھا۔

۲۔ یہ تحریر ۱۸۸۷ء سے ۴۱ سال بعد لکھی گئی۔

۱۳- قدوائی، **مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن**، ۳۳۔

14- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān, Introduction*** (Lahore: National Book Foundation, 1973),.XXXIV.

۳۔ حافظ غلام سرور کی عمر ۱۸۸۷ء میں ۱۴ سال تھی۔

اب ۱۸۸۷ء میں سے ۱۴ کو منہا کریں تو ۱۸۷۳ء سامنے آتا ہے یعنی حافظ صاحب کا سال پیدائش ۱۸۷۳ء ہوا۔ زیر بحث تحریر ۱۸۸۷ء کے ۴۱ سال بعد لکھی گئی۔ اب ۱۸۸۷ میں ۴۱ جمع کریں تو حاصل جمع ۱۹۲۸ آتا ہے۔

اسی Introduction میں ایک اور جگہ آپ زیر بحث تحریر کا سال اور مہینہ بھی سپرد قلم کر دیتے ہیں۔ اپنے قرآنی مطالعے و تحقیق پر روشنی ڈالتے ہوئے حافظ صاحب لکھتے ہیں:

> "...From 1901 till now (December 1927) I have been collating the verses of the Holy Qur'ān so as to be able to understand the meanings of the words used in the Holy Qur'ān from a study of the Book itself."[15]
>
> (.....۱۹۰۱ء سے اب دسمبر ۱۹۲۷ء تک میں قرآنی آیات (کے مفاہیم) کا تقابل کرتا رہا تاکہ قرآن کریم میں استعمال ہونے والے الفاظ کے معانی خود قرآن کریم کے مطالعے سے سمجھنے کے قابل ہو سکوں)۔

حافظ صاحب کی درج بالا تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں وہ اپنی تصنیف کے آخری مرحلے Introduction لکھنے میں مصروف تھے۔ یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ دسمبر سے مراد اس مہینے کا آخری عشرہ ہو گا کہ ان دنوں سلطنت برطانیہ کے تمام حصوں کے سرکاری دفاتر اور عدالتوں میں چھٹیاں ہوتی ہیں۔ لکھنے پڑھنے والے لوگ ان چھٹیوں میں اپنے تحریری کاموں پر توجہ دے رہے ہوں گے۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں کام مکمل کر کے چھٹیوں کے بعد ٹائپ کرنے والے نے کام شروع کیا تو پہلا، دوسرا، تیسرا مسودہ اور مبیضہ ہاتھ میں آتے آتے کچھ ماہ کا عرصہ صرف ہوا ہو گا۔ پریس میں جانے، چھپنے اور جلدیں بننے میں مزید کچھ عرصہ دے دیا جائے تو حافظ صاحب کے ترجمہ قرآن کو قارئین، محققین اور قدردانوں کے ہاتھوں میں پہنچتے پہنچتے ۱۹۲۹ء کا سال آجانا یقینی ہے۔ پروفیسر قدوائی نے حافظ صاحب کے ترجمہ کی اشاعت کا سال ۱۹۲۰ء قرار دیا ہے۔ اسے تصحیح اغلاط کے مرحلے میں نظر انداز ہو جانے والی غلطی مان لیا جاسکتا تھا اگر اسی کتاب کی "فہرست انگریزی تراجم قرآن مجید (زمانی ترتیب کے لحاظ

15- Ibid, .XLVII.

سے)[۱۶] میں بھی ۱۹۲۰ء کو اسی التزام سے نہ لکھا گیا ہوتا۔ "خطائے بزرگان گرفتن خطاست" بھی ہمیں ازبر ہے لیکن تحقیق چوں کہ قانون کی طرح صرف ثبوت پر فیصلہ کرتی ہے اس لیے راقم نے ثبوت جمع کر دیئے ہیں، فیصلہ اہل علم خود ہی کر لیں گے۔

دورِ حیات کی بات درمیان میں رہ گئی۔ حافظ صاحب کے ترجمہ قرآن کے ٹائٹل صفحہ پر درج ہے کہ ۱۹۲۸ء تک آپ سنگاپور میں برسرِکار تھے۔ قدوائی صاحب نے غلام سرور (الحاج حافظ غلام سرور) کا دور حیات اندازاً ۱۸۷۳ء سے ۱۹۲۹ء تک لکھا ہے۔ اس اندازے میں شاید اللہ، ارحم الراحمین کی رحمت سے کچھ نااُمیدی کا عنصر در آیا ہے۔ جس طرح آپ نے اندازہ قائم کیا اس اندازے کی بنیاد پر کوئی فرد یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ۱۹۲۹ء میں آپ اللہ کو پیارے ہوگئے ہوں گے۔

جریدہ مسلم ورلڈ (Moslem World) کے مدیر ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ زویمر (۱۸۶۷۔۱۹۵۲ء) کے نام حافظ صاحب کے اپریل ۱۹۳۰ء میں لکھے جانے والے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ سال ۱۹۳۰ء کے چوتھے مہینے تک آپ حیات تھے۔[۱۷]

اسی طرح کچھ شہادتوں کی بنیاد پر راقم نے حافظ صاحب کی وفات کا سال ۱۹۳۸ء متعین کیا۔ ویسے بھی کسی کی موت کا اعلان کرنے کے لئے ٹھوس ثبوت درکار ہوتے ہیں جب کہ کسی کو زندہ قرار دینے کے لیے معمولی نشانیاں، جیسے جسم میں معمولی سی حرکت، سانس کا محسوس ہونا، تھوڑی سے آنکھ کھل جانا یا اس کا جھپکنا وغیرہ ہی کافی ہو سکتی ہیں۔ سال ۱۹۲۹ء کے بعد ماہ نامہ Islamic Review, Woking میں ۱۹۳۸ء تک ایڈیٹر کے نام آپ کے خطوط آپ کے انگریزی ترجمہء قرآن اور سیرت پر آپ کے مضامین کے مجموعے: "MUHAMMAD THE HOLY PROPHET" کے اشتہارات نظر نواز ہوتے ہیں۔ اس شہادت کی بنا پر راقم نے الحاج حافظ غلام سرور کا سال وفات اندازاً ۱۹۳۸ء قرار دیا۔

۱۶- قدوائی، **مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن**، ۱۰۷۔

17- *Hafiz Ghulam Sarwar, Words are as Breath and Will is all,* ***The Islamic Review****, Vol.XXX, No.5, (May, 1937).*

حافظ صاحب کے ۱۹۳۵ء تک زندہ ہونے کی ایک ٹھوس شہادت یوں دستیاب ہوئی کہ سیرت پر آپ کی محولہ بالا کتاب کے مقدمہ (PREFACE) میں آپ اپنے جن مصادر و مراجع کا ذکر کرتے ہیں ان میں ایک مصری محقق محمد حسین ہیکل (۱۸۸۸۔۱۹۵۶ء) کی "حیات محمد" کا ۱۹۳۵ء والا ایڈیشن ہے۔ اس سے یہ حقیقت تو کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حافظ غلام سرور ۱۹۳۵ء تک تو حیات تھے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ ۱۹۳۵ء میں شائع شدہ کتاب سے کسب فیض کر کے ایک نئی کتاب لکھنے، مدون کرنے اور شائع کرنے میں ایک دو برس کا وقت صرف ہو جانا معمول کی بات ہے۔ حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

> "New light has been thrown on the Prophet's life by the Arabic Commentaries of the Qur'ān lately published in Egypt and espeicially by "The Life of Muhammad" in Arabic by Muhammad Hussain Haikal published in 1935."[18]

(حال ہی میں مصر سے عربی زبان میں شائع ہونے والی قرآنی تفاسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر نئی روشنی ڈالی گئی ہے اور خاص طور پر ۱۹۳۵ء میں محمد حسین ہیکل کی عربی زبان میں شائع ہونے والی "حیات محمد" میں حیات پاک پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔)

ایک اور شہادت کے مطابق حافظ غلام سرور ۱۹۳۸ء میں بھی حیات تھے۔ آپ کی ایک کتاب "Philosophy of the Qur'ān" ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ حافظ صاحب نے چھ صفحات پر مشتمل اس کا ایک پیش لفظ (FOREWORD) لکھا۔ اس پیش لفظ کے اختتام پر آپ کے نام H.G. Sarwar کے ساتھ 20th June 1938, Lahore لکھا ہے۔ اس تحریر سے حافظ غلام سرور کا ۱۹۳۸ء کے چھٹے مہینے جون تک پوری تحقیقی اور ادبی شان کے ساتھ زندہ ہونے کا ثبوت مہیا ہوتا ہے۔[۱۹]

18- Hafiz Ghulam Sarwar, M.A, *The Holy Prorphet* (Lahore: Mehtab Company, Urdu Bazar, ed. 7, 1993), IX.

19- Ghulam Sarwar, ***Philosophy of the Qur'ān,*** (Lahore: Sh. M. Ashraf, ed. First, 1938), Foreword, XVI.

انٹرنیٹ دورِ حاضر کی وہ سہولت ہے جس سے دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھا انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مذکورہ بالا تحقیق کے دوران جب اس سہولت سے رجوع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ الحاج حافظ غلام سرور کا تعلق اپنے دور کے ایک علمی خانوادے سے تھا۔ انگلستان میں آپ کے انگریزی ترجمہِ قرآن کے ترسیل کنندہ(Distributer) ایس۔ ایم۔ ایس۔ فاروق (S.M.S.Farquque) کا پورا نام شیخ محمد صدیق فاروق ہے اور آپ حافظ صاحب کے نور نظر تھے۔geni.com سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے والد گرامی محمد ایواز(Muhammad Aiwaz) کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ حافظ غلام سرور، حافظ عبد اللطیف، میاں عبد العزیز، محمد اشرف اور زبیدہ بیگم جو خاندان میں بی بی جی کے نام سے بھی جانی جاتی تھیں۔ حافظ غلام سرور نے حج کی سعادت حاصل کی، ملاین سول سروس کے ممبر رہے، ملائیشیا کی ریاست پی نینگ (Penang) کی مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور سنگاپور میں سول ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ آپ نے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے علاوہ سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی فلسفہ پر بھی انگریزی زبان میں کتب لکھیں۔ حافظ عبد اللطیف نے حفظ قرآن کریم کی دولت حاصل کرنے کے علاوہ وکالت پڑھی اور ایڈوکیٹ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

میاں عبد العزیز کمشنر (۱۸۸۱۔۱۹۵۱ء) کے نام کے ساتھ کمشنر کا لاحقہ بتاتا ہے کہ آپ برطانوی دور میں پنجاب کے کسی شہر میں کمشنر کی حیثیت سے تعینات رہے۔ میاں عبد العزیز اخبارات و رسائل میں "فلک پیما" کے قلمی نام سے مضامین بھی لکھا کرتے۔ یہ مضامین بعد ازاں "مضامین فلک پیما" کے نام سے بھی طبع ہوئے۔ حافظ غلام سرور کے سب سے چھوٹے بھائی محمد اشرف نے "سول اور ملٹری گزٹ" (Civil & Military Gazette) کے حوالے سے شہرت حاصل کی۔ اس خاندان کی علمی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ چار میں سے تین بھائی قلم و قرطاس کی زلف کے اسیر رہے۔ مذکورہ ویب سائٹ نے الحاج حافظ غلام سرور کا سال وفات ۱۹۵۴ء لکھا ہے۔ نہ صرف وہاں سال وفات ۱۹۵۴ء کا ذکر ہے بلکہ بوقت وفات آپ کی عمر ۸۱ برس بھی متعین کی گئی ہے۔ اب اگر ۱۹۵۴ء میں سے ۱۸۷۳ء کو منہا کر دیا جائے تو جواب ۸۱ ہی آتا ہے۔[۲۰] مذکورہ بالا بحث سے یہ

20- https://www.geni.com/people/hafiz-ghulam-sarwar-english-quran-translation/6000000016777531223 retrieved on 26-12-2019.

نتیجہ اخذ کرنا بالکل درست ہو گا کہ پروفیسر ڈاکٹر عبد الرحیم قدوائی کی جانب سے الحاج حافظ غلام سرور کو ۱۹۲۹ء میں آنجہانی قرار دینا، علمی و تحقیقی فروگزاشتوں کے زمرے میں آتا ہے اور یہ کہ الحاج حافظ غلام سرور کا سال وفات ۱۹۵۴ء ہے۔

الحاج حافظ غلام سرور کی پیشہ ورانہ زندگی

قدوائی صاحب رقم طراز ہیں:

> "کیمبرج یونیورسٹی، انگلستان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ ملایا (موجودہ ملیشیا) کی انتظامیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔"[۲۱]

تمام اہل علم جانتے ہیں کہ کسی بھی حکومت کے تین بڑے شعبے قرار دیئے جاتے ہیں:

۱۔ مقننہ ۲۔ انتظامیہ ۳۔ عدلیہ

مقننہ میں قانون سازی کرنے والے عوامی نمائندے، انتظامیہ میں حکومتی نظام کو چلانے والے ملازمین (Civil Servants) اور عدلیہ میں ججز اور متعلقہ عملہ شامل ہوتا ہے۔ قدوائی صاحب نے حافظ صاحب کو صرف "انتظامیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز" بتایا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ الحاج حافظ غلام سرور انتظامیہ کے ملازم کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک قانون دان اور جج کی حیثیت سے ملاین سول سروس کے (ملازم نہیں) ممبر تھے۔ حافظ صاحب ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۸ء تک سنگاپور کے سول ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ حافظ صاحب اپنے ترجمۂ قرآن کے ٹائیٹل صفحہ پر اپنا تعارف یوں کراتے ہیں:

> "AL-HAJ HAFIZ GHULAM SARWAR M.A. (Punjab 1894), B.A. (Cantab 1897); Indian Gilchrist Scholar 1894-1897; Imperial Institute Modern Languages Scholar (Arabic) 1896-1900; Member of the Malayan Civil Service 1896-1928; Mufti of Penang; Civil District Judge, Singapore (1923-1928)". [22]

۲۱- قدوائی، **مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن**، ۱۰۷۔

22- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, Title Page.

الحاج حافظ غلام سرور: ایم۔اے۔(پنجاب ۱۸۹۴ء)بی۔اے۔(کینٹیبری ۱۸۹۷)؛ انڈین گلکرسٹ اسکالر ۱۸۹۴۔۱۸۹۷ء؛ امپیریل انسٹیٹیوٹ ماڈرن لینگویجز اسکالر (عربی) ۱۸۹۶۔۱۹۰۰؛ ممبر آف دی ملاین سول سروس ۱۸۹۶۔۱۹۲۸؛ پے ننگ کے مفتی، سنگاپور کے سول ڈسٹرکٹ جج (۱۹۲۳۔۱۹۲۸)"

درج بالا تحریر سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حافظ غلام سرور ملاین سول سروس کے رکن، پے ننگ کے مفتی اور سنگاپور کے سول ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر فائز رہے لیکن وہ ملایا میں کسی انتظامی عہدے پر کبھی بھی فائز نہیں رہے۔

الحاج حافظ غلام سرور کے تفسیری حواشی

قدوائی صاحب فرماتے ہیں: "ان کے تفسیری حواشی برائے نام ہیں۔"[۲۳]

پروفیسر قدوائی نے نہ جانے کس چیز کو تفسیری حواشی قرار دیا ہے اور پھر اسے برائے نام بھی کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹائیٹل صفحے سے صفحہ ۳۷۷ تک پڑھ جائے آپ کو تفسیری حواشی نام کی ایک سطر بھی نہیں ملے گی۔ راقم طول کلامی سے بچنا چاہتا ہے لیکن اگر الحاج حافظ غلام سرور کے ترجمہ قرآن کریم کا ایک عمومی تعارف نہ کرایا جائے تو بات ادھوری رہ جائے گی۔ آپ کے ترجمہ قرآن کے ٹائیٹل صفحے کے بعد:

۱۔ ایک صفحہ VI(۶) Contents کے لیے مخصوص ہے۔

۲۔ پھر صفحہ VII(7) سے XLIX(49) تک Introduction ہے۔

۳۔ صفحہ L(50) سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے حوالے سے دو مضامین شروع ہوتے ہیں۔

۴۔ سیرت پر پہلا مضمون صفحہ LIX(59) پر مکمل ہوتا ہے۔

۵۔ اسی صفحے سے سیرت پر دوسرا مضمون شروع ہو کر صفحہ LXX(70) پر مکمل ہوتا ہے۔

۲۳۔ قدوائی، **مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن**، ۳۳۔

۶۔ اسی صفحے سے "قاری کے لیے وضاحت" شروع ہوتی ہے جو صفحہ LXXII(72) پر مکمل ہو جاتی ہے۔

7- A Summary of the Contents of the Holy Qur'ān Chapter by Chapter and Section by Section.

صفحہ LXXIII(73) سے شروع ہو کر صفحہ CXVIII(118) پر مکمل ہوتی ہے۔

اگر قدوائی صاحب نے اس سمری کو تفسیری حواشی کا نام دیا ہے تو یہ بقول قدوائی صاحب "نہ ہونے کے برابر" نہیں ہیں ۴۵ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مذکورہ بالا ۱۱۸ صفحات کے بعد ______ جن کا شمار رومن گنتی میں کیا گیا ______ صفحہ "۱" سے ترجمہ قرآن کریم شروع ہوتا ہے جو صفحہ ۳۷۷ پر اپنی پوری شان کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ ان ۳۷۷ صفحات میں تفسیری حواشی نام کی کوئی چیز کہیں نظر نہیں آتی۔

انگریزی زبان کے معروف مترجم و مفسر قرآن کریم عبداللہ یوسف علی (۱۸۷۲۔ ۱۹۵۳ء) کی رائے بھی شاید پروفیسر قدوائی کی نظر سے نہیں گذری جو اس بات پر افسوس کا اظہار کر رہے ہیں کہ حافظ غلام سرور نے اپنے ترجمۂ قرآن کریم کے حواشی نہیں لکھے۔ چناں چہ آپ لکھتے ہیں:

> "… he has practically no notes to his text. I think such notes are necessary for full understanding of the Text."[24]
>
> (آپ نے عملی طور پر اپنے متن کے حواشی بالکل نہیں لکھے۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح کے حواشی متن کی کامل تفہیم کے لیے ضروری ہیں۔

قادیانی مترجم محمد علی لاہوری سے اظہارِ عقیدت

پروفیسر قدوائی الحاج حافظ غلام سرور پر تنقید کرتے ہوئے ایک نکتہ یوں بیان کرتے ہیں:

> "غلام سرور نے اپنے ہم عصر قادیانی مترجم قرآن مجید محمد علی کے تئیں غیر معمولی عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان کی تصنیف کے ایسے محاسن بیان کئے ہیں جو واقعۃً اس میں موجود نہیں۔"[۲۵]

24- Abdullah Yūsuf 'Alī, ***The Holy Qur'ān,*** **Text Translation & Commentary, Translations of the Qur'ān** (Lahore: Shaikh Muhammad Ashraf, Kashmīrī Bāzār, 1938) xv.

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ راقم اور مجھ جیسے بہت سے محققین نے پروفیسر عبد الرحیم قدوائی کی انگلی پکڑ کر میدان تحقیق میں پاؤں پاؤں چلنا سیکھا لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ درج بالا سطور میں جناب قدوائی کچھ یک طرفہ یا یک رُخی بات ارشاد فرما رہے ہیں۔ ایک محمد علی لاہوری پر ہی کیا موقوف تعریفی جملے تو حافظ صاحب نے انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے والے مغربی مترجمین جارج سیل (۱۶۹۷۔۱۷۳۶ء)، راڈویل (۱۸۰۸۔۱۹۰۰ء) اور پالمر (۱۸۴۰۔۱۸۸۲ء) کے لیے بھی لکھے ہیں۔ ہم عصر، کالج فیلو اور کلاس فیلو ہونے کے ناطے حافظ صاحب نے محمد علی لاہوری کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار ضرور کیا لیکن اس کے ترجمہ قرآن کے کمزور پہلوؤں سے صرف نظر بھی نہیں کیا۔ محمد علی لاہوری کی کمزور انگریزی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

> "There is only one thing with which I am not satisfied, and that is the construction of a great many passages in the body of the translation… the English in scores of passages in the body of the translation has very poor construction and is left hanging in mid-air, or is so involved as to be unintelligible without unduly prolonged consideration. And the pity of it is that it could have been easily put into proper shape."[26]

> (صرف ایک چیز ہے جس سے میں مطمئن نہیں ہوں، اور وہ ترجمہ قرآن میں بے شمار اقتباسات کی ساخت ہے۔۔۔ ترجمۂ قرآن میں بہت سے اقتباسات کی انگریزی زبان کا معیار بہت کمزور ہے اور ان کے مطالب ہوا میں معلق رہ جاتے ہیں یا اتنی عدم توجہی سے (ترجمہ) کئے گئے ہیں کہ غیر ضروری طور پر طویل غور و فکر کے بغیر سمجھ سے بالاتر رہتے ہیں اور ستم ظریفی یہ ہے کہ انہیں آسانی سے مناسب شکل وصورت میں لایا جا سکتا تھا۔)

محمد علی لاہوری کے ترجمۂ قرآن کو مغلق اور غیر سلیس قرار دیتے ہوئے احمدیوں میں محمد علی کے مرتبے اور اپنی پرانی شناسائی اور دوستی کے باوجود ایک جگہ حافظ صاحب یوں تنقید کرتے ہیں:

> "Those who know Arabic can easily understand what Maulvi Muhammad Ali means but the translation is generally intended,

---

۲۵- قدوائی، **مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن**، ۳۳۔

26- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, XXXVII.

or ought to be intended, for those who are not masters of Arabic. It pains me to point out this shortcoming, but truth is no respecter of authority and friendship."[27]

(وہ جو عربی جانتے ہیں بآسانی مولوی محمد علی کا ترجمہ سمجھ سکتے ہیں لیکن قرآن کریم کا ترجمہ عام طور پر ان لوگوں کے لیے کیا جاتا ہے یا کیا جانا چاہیے جو عربی زبان کے ماہر نہیں ہوتے۔ اس کمی کی طرف اشارہ کرنا میرے لیے تکلیف کا باعث ہے لیکن سچائی کسی کے اختیار اور دوستی کا لحاظ نہیں کرتی)

حافظ غلام سرور کا تنقیدی نشتر اتنی گہرائی تک چلتا ہے کہ لاہوری کے مصادر و مراجع بھی حافظ صاحب کی تنقید سے نہیں بچ پائے۔ ایڈورڈ ولیم لین (۱۸۰۱۔۱۸۷۶ء) کی عربی۔انگلش لغت "An Arabic-English Lexicon" لاہوری کے ترجمہ قرآن کا بہت بڑا مصدر و مرجع ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل آیت، محمد علی کے قلم سے اس کا ترجمہ اور اس پر حافظ غلام سرور کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

{وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ}[۲۸]

"And make not Allah by your oaths a hindrance to your doing good and keeping your duty and making peace btween men. And Allah is Hearing, Knowing".[29]

سورۃ البقرہ کی اس آیت کے حوالے سے حافظ صاحب دونوں کے علمی مقام کو ایک ہی سطر میں اس طرح نمایاں کرتے ہیں:

"Maulvi Muhammad Ali has apparently followed Lane's Lexicon where the translation of this verse is given at great length, but it seems to me even Lane has confused rather than cleared the meaning."[30]

27- Ibid, XXXVII.

۲۸- القران، ۲:۲۲۴۔

29- Muhammad Ali, ***The Holy Qur'ān***, (Lahore: Ahmadiyyah Anjuman Isha'at Islam, Pakistan, ed.6, 1973), 95.

30- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, XXXVIII.

(مولوی محمد علی نے ظاہری طور پر لین کی لغت کی پیروی کی ہے جہاں اس آیت کا ترجمہ کافی حد تک درست دینے کی کوشش کی گئی ہے لیکن مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ لین نے اس کے معانی کو واضح کرنے کے بجائے مبہم بنادیا ہے)۔

سورۃ النحل کی آیت ۱۰۶ کا متن اور محمد علی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

{مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ}[۳۱]

"Whoso disbelieves in Allah after his belief --- not he who is compelled while his heart is content with faith, but he who opens (his) breast for disbelief --- on them is the wrath of Allah, and for them is a grievous Chastisement"[32]

اس ترجمے پر حافظ صاحب کا تبصرہ تنقید کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی کا بھی حامل ہے:

"The pronouns in this verse, according to Maulvi Muhammad Ali are: "He who… his, he who his… he who… (his)… these… they". The final "they" breaks the camel's back: the camel being the poor reader not Maulvi Muhammad Ali."[33]

(مولوی محمد علی کے مطابق اس آیت میں ضمائر یہ ہیں: وہ جو۔۔۔ اس کا، وہ جو اس کا۔۔۔ وہ جو۔۔۔ (اس کا)۔۔۔ یہ۔۔۔ وہ۔ بالکل آخری "وہ" اونٹ کی کمر توڑ دیتا ہے۔ یہاں اونٹ سے مراد مولوی محمد علی نہیں بے چارہ قاری ہے)

محمد علی لاہوری کے سورۃ النحل کی آیت ۶۰ کے ترجمے پر تنقید انگریزی محاورہ کے حوالے سے ہے ملاحظہ ہو:

{لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ}[۳۴]

۳۱- القرآن، ۱۶:۱۰۶۔

32- Muhammad Ali, ***The Holy Qur'ān***, 538.

33- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, XL.

۳۴- القرآن، ۱۶:۶۰۔

"For those who believe not in the Hereafter are evil attributes and Allah's are the sublime attributes. And He is the Mighty, the Wise."[35]

(جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کی بُری مثال ہے اور اللہ کی صفت نہایت بلند ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔)[٣٦]

سورۃ النحل کی اس آیت کا ترجمہ حافظ غلام سرور کے مطابق محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمہ قرآن کی پوری نمائندگی کرتا ہے کہ اس میں محاوراتی حوالے سے وہ سب کمزوریاں موجود ہیں جو لاہوری کے ترجمہ میں جگہ جگہ دہرائی جاتی ہیں جیسا کہ حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"Similar mistakes of idiom are quite frequent in Maulvi Muhammad Ali's translation."[37]

(محاوراتی حوالے سے اسی طرح کی غلطیاں مولوی محمد علی کے ترجمے میں بار بار آتی ہیں)۔

مولوی لاہوری کے سورۃ القصص کی آیت {وَلَوْلَا أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ}[٣٨] کے ترجمے کو دیکھیں:

"And lest, if a disaster should befall them for what their hands have sent before, they should say: Our Lord, why didst Thou not send to us a messenger so that we might have followed Thy messages and been of the believers?"[39]

(اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ انہیں اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ کہیں ہمارے رب کیوں تو نے ہماری طرف رسول نہ بھیجا، کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور مومنوں میں سے ہوتے)۔[٤٠]

35- Muhammad Ali, ***The Holy Qur'ān***, 528.

٣٦- محمد علی، **بیان القرآن**، (لاہور: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ۴،۱۹۸۰ء)، ۱:۷۵۸۔

37- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, Xl.

٣٨- القرآن، ۲۸:۴۷۔

39- Muhammad Ali, ***The Holy Qur'ān***, 752.

٤٠- محمد علی، **بیان القرآن**، ۱:۱۰۴۳۔

اس پر حافظ صاحب کا تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے:

"The awkwardness of Maulvi Muhammad Ali's translation becomes apparent."[41]

(مولوی محمد علی کے ترجمے کا بھدا پن عیاں ہو جاتا ہے)۔

پروفیسر قدوائی صاحب کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ کسی کی زندگی بھر کی محنت کو بھدا قرار دینے والا عقیدت نہیں تنقید کا اظہار کر رہا ہے۔

سورۃ العنکبوت کی آیت {لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ}[۴۲] کا متن اور لاہوری کا ترجمہ یوں ہے:

"That they may be ungrateful for what we have given them, and that they may enjoy. But they shall soon know."[43]

اس کے ترجمے پر حافظ صاحب کا تبصرہ عقیدت کے زمرے میں بالکل نہیں آتا۔ ملاحظہ ہو:

"The sense of the original and the English are both gone astray… The translation is wrong because the verbs are not properly correlated."[44]

(اصل کا فہم اور انگریزی زبان دونوں بھٹک گئے۔۔۔ ترجمہ اس لیے غلط ہے کہ افعال کو آپس میں مربوط نہیں کیا گیا)۔

حافظ غلام سرور نے لاہوری کے ترجمے پر تنقید کا ایک لطیف زاویہ بھی نمایاں کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ محمد علی لاہوری نے پورے قرآن کریم کے ترجمے میں اللہ تعالیٰ کے لیے واحد مذکر حاضر کا صیغہ "تم" کو Thou اور دیگر کے لیے You سے تعبیر کیا ہے۔ سورۃ صٓ کی آیت ۷۵ کے آخری حصے کے ترجمے میں لاہوری کا قلم پھسل گیا اور {أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ} کا ترجمہ یوں کیا:

"Art thou proud or art thou of the exalted ones?"[۴۵]

41- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, XL.

۴۲- القران، ۲۹:۶۶۔

43- Muhammad Ali, ***The Holy Qur'ān***, 773.

44- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, XL-XLI.

لاہوری کی اس بھول پر چٹکی لیتے ہوئے حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

> "Satan is always proud and he may be very proud of this slip of the pen on the part of Maulvi Muhammad Ali."[46]
>
> (شیطان ہمیشہ سے بہت گھمنڈی ہے۔ ہو سکتا مولوی محمد علی کے قلم کی اس لغزش پر اس نے بہت زیادہ فخر وانبساط محسوس کیا ہو)۔

حافظ صاحب نے لاہوری کے ترجمے کو پھیکا اور یک رخا قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

> "A translator… should not be content with the monotonous style of Maulvi Muhammad Ali."[47]
>
> (ایک مترجم کو مولوی محمد علی کی بے کیف انداز پر مطمئن نہیں ہونا چاہیے)

محمد علی لاہوری کے سورۃ البقرہ کی آیت {فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ}[۴۸] کے ترجمے پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ غلام سرور نے اسے خام ترجمہ قرار دیا ہے۔

> "the words "Faqtoluanfusakum" are rendered, even by Maulvi Muhammad Ali, as "So kill your people" his translation seems to me to be too crude to agree with the text."[49]
>
> (فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے الفاظ کا ترجمہ حتیٰ کے مولوی محمد علی نے یوں کیا "تو اپنے لوگوں کو قتل کرو"۔ میرے خیال کے مطابق یہ ترجمہ بہت بے ڈھنگا اور متن سے بہت دور ہے)۔

الحاج حافظ غلام سرور کا ترجمہ قرآن: "Translation of the Holy Qur'ān" ۱۹۲۹ء میں سامنے آیا تو اس کے مقدمہ (Introduction) جو دراصل (A Review of the Previous ,Translations of the Holy Qur'ān) قرآن کریم کے سابقہ انگریزی تراجم کے جائزے پر مشتمل ہے، اس میں حافظ صاحب نے دوسرے مترجمین کے ساتھ مولوی محمد علی لاہوری احمدی کے ترجمے کا بھی ناقدانہ جائزہ لیا۔ جارج سیل

45- Muhammad Ali, ***The Holy Qur'ān***, Arabic Text, English Translation and Commentary, (Lahore: Ahmadiyyah Anjuman Isha'at Islam, 1973), ed.6, 877.

46- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān***, XLI.

47- Ibid, XLII.

۴۸- القران، ۲:۵۴۔

49- Ibid, XLVII.

(۱۶۹۷۔۱۷۳۶ء) راڈویل (۱۸۰۸۔۱۹۰۰ء) اور پالمر (۱۸۴۰۔۱۸۸۲ء) تو ۱۹۲۹ء میں حیات نہیں تھے کہ وہ حافظ صاحب کی آراء کے مطابق اپنے تراجم قرآن کا جائزہ لیتے اور تسامحات سے انھیں پاک کرتے۔ محمد علی لاہوری اس معاملے میں خوش قسمت رہا کہ ۱۹۲۹ء میں وہ اچھی صحت کے ساتھ بقید حیات تھا۔ اپنی موت سے پہلے ۱۹۵۱ء میں محمد علی کو اپنے انگریزی ترجمہ قرآن پر نظر ثانی کا موقع ملا۔ یہ نظر ثانی شدہ اشاعت سامنے آئی تو حافظ غلام سرور کی تنقیدات کی روشنی میں بہت سی اصلاحات سامنے آئیں۔ نظر ثانی شدہ ایڈیشن میں Kill your people کو Kill your Passions[۵۰] سے بدل دیا گیا ہے اور اس پر ایک تفصیلی نوٹ بھی حوالہ قرطاس کیا گیا ہے۔[۵۱]

الحاج حافظ غلام سرور بنظرِ خود

حافظ غلام سرور نے اپنے انگریزی ترجمۂ قرآن سے پہلے موجود تراجم میں سے محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمۂ قرآن کو سب سے اچھا قرار دیا لیکن جب معاملہ حافظ صاحب اور لاہوری کے ترجمے کا آیا تو بہترین کے مقام پر آپ نے اپنے ترجمے کو ہی رکھا۔ جیسے کہ آپ لکھتے ہیں:

> "My translation already reads like a conversation just as does the original."[52]
>
> "میرا ترجمہ [قرآن] اصل قرآنی لہجے میں گفتگو کی طرح ہے)

الحاج حافظ غلام سرور نے کبھی خود کو قادیانی یا احمدی قرار نہیں دیا بلکہ آپ خود کو ایک راسخ العقیدہ مسلمان قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "I am one of those orthodox people who believe in God responding to our prayers."[53]
>
> (میں ان راسخ العقیدہ لوگوں میں سے ہوں جو ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ہماری دعاؤں کا جواب دیتا ہے)

50- Muhammad Ali, ***The Holy Qur'ān***, 26.

51- Ibid, 26-27.

52- Ghulam Sarwar, ***Translation of the Holy Qur'ān,*** Introduction, XLIII.

53- Ibid, XLIII.

آپ نے لاہوری کے ترجمۂ قرآن کی زبان کو موردِ تنقید بنایا[54] اگر وہ سلسلۂ احمدیہ کے پیروکار ہوتے تو وہ لاہوری کے ترجمۂ قرآن پر تنقید کرتے اور نہ ہی اس میں موجود غلطیوں کی نشاندہی کرتے۔

حافظ غلام سرور کے ترجمۂ قرآن بارے محققین کی آراء

عبداللہ یوسف علی نے انگریزی میں قرآن کریم کے احمدی (قادیانی اور لاہوری) تراجم کا ذکر کیا ہے لیکن حافظ غلام سرور کے انگریزی ترجمۂ قرآن کو ان میں شامل نہیں کیا۔ انگریزی زبان کے اس معروف مترجم قرآن نے حافظ صاحب کے ترجمۂ قرآن کو "اعلیٰ درجے کا مسلم ترجمۂ قرآن قرار دیا"[55]۔ راقم کی رائے یہ ہے کہ ہم عصر ہونے کے ناطے عبداللہ یوسف علی کے بیان کو زیادہ اعتباریت حاصل ہونی چاہیے۔

عبداللہ یوسف علی نے مزید لکھا:

> "Hafiz Ghulām Sarwar's translation (published in 1930 or 1929) deserves to be better known than it is. He has provided fairly full summaires of the sūras, section by section, but he has practically no notes to his Text. I think such notes are necessary for a full understanding of the Text." [56]
>
> "حافظ غلام سرور کا ترجمۂ قرآن (جو ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا) اس بات کا حق دار ہے کہ اس کا تعارف زیادہ سے زیادہ ہو۔ حافظ صاحب نے سورتوں کے ہر رکوع کے بہت اچھے اور مکمل خلاصے دیے ہیں لیکن عملی طور پر آپ نے اپنے متن کے حواشی بالکل نہیں لکھے۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح کے حواشی متن کی کامل تفہیم کے لیے ضروری ہیں۔"

ایک اور اسکالر، حسین عبدالرؤف نے بھی حافظ صاحب کے ترجمہ قرآن کو "اعلیٰ درجے کا مسلم ترجمہ قرآن" قرار دیا ہے۔[57]

54- Ibid, XXXVI-XLII.

55- Abdullah Yūsuf 'Alī, ***The Holy Qur'ān,*** Text, Translation & Commentary, Translations of the Qur'ān, xv.

56- Ibid, xv.

57- Abdul-Raof Hussein, ***Qur'an Translation: Discourse, Texture and Exegesis*** (Surrey: Curzon Press, 2001), 20.

ڈاکٹر محمد مُہر علی (۱۹۳۲ء-۲۰۰۷ء) نے A Review of the Previous Translation of the Holy Qur'ān کے زیر عنوان حافظ صاحب کے ترجمۂ قرآن کے "تعارف" کے مطالعے کی سفارش کی ہے۔[58] اس طرح بہت سے مسلم علمانے حافظ صاحب کو احمدی نہیں سمجھا۔ الحاج حافظ غلام سرور پر غلطی سے احمدی مترجم قرآن ہونے کا الزام لگا دیا گیا۔ مذکورہ بالا شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان تھے جنہوں نے پوری ایمانداری سے قرآن کریم کا انگریزی زبان میں کامیاب ترجمہ کرنے کی کوشش کی۔

حاصل بحث

الحاج حافظ غلام سرور (۱۸۷۳ء-۱۹۵۴ء) ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ آپ کی تعلیمی زندگی کا بڑا حصہ لاہور اور انگلستان میں گذرا۔ عملی زندگی آپ نے مختلف ذمہ دار عہدوں پر رہتے ہوئے ملائیشیا میں بسر کی۔ آپ کا انگریزی ترجمہء قرآن علمی دنیا میں ایک اہم اضافہ تھا لیکن کوئی اچھا ناشر نہ ملنے کی وجہ سے یہ ترجمہ قرآن زیادہ مقبولیت حاصل نہ کر سکا۔ زمانۂ طالب علمی میں احمدی مترجم قرآن محمد علی لاہوری کے ہم جماعت ہونے کی وجہ سے حافظ صاحب کو احمدی بھی قرار دیا گیا۔ غلام سرور نے اپنے ترجمۂ قرآن کے مقدمے میں دلائل کے ساتھ محمد علی لاہوری کے انگریزی ترجمۂ قرآن کی زبان کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔ یہ بھی ان کے صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کی واضح دلیل ہے۔

پروفیسر قدوائی نے احمدیت سے آپ کے ــــــــ نام نہاد ــــــــ تعلق کو نمایاں کرنے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر عبد الرحیم قدوائی کے انگریزی تراجم قرآن کریم سے متعلق اردو اور انگریزی مضامین جہاں اپنے اندر بہت سی خوبیوں کو سمیٹے ہوئے ہیں وہاں ــــــ انسانی کاوش ہونے کے سبب ــــــ ان میں مترجمین کے نامکمل اور غیر معروف نام، مترجمین کی تواریخِ وفات سے متعلق غیر تحقیقی بیانات، اور تراجم قرآن کریم سے متعلق چند سطحی آراء بھی شامل ہیں۔ قدوائی صاحب کے قلم کی ان لغزشوں کی طرف ــــــ پچھلے کئی برسوں سے ــــــ کسی نے

58- Muhammad Mohar Ali, ***The Qur'an and the Orientalists*** (Suffolk: Jam'iyat 'Ihhaa' Minhaaj as-Sunnah, 2004), 331,335,340.

توجہ نہیں دلائی۔ اس کی ایک وجہ تو قدوائی صاحب کا علمی قد کاٹھ اور تحقیقی رعب داب ہو سکتا ہے اور دوسری وجہ متاخرین کا تساہل اور غیر تحقیقی رویہ ہے۔ راقم نے دلائل کے ساتھ پروفیسر قدوائی کے مضامین کے کچھ کمزور پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حافظ صاحب کے درست نام اور سالِ وفات کی تحقیق، انگریزی ترجمۂ قرآن کا تفسیری حواشی سے معریٰ ہونے کو بدلائل ثابت کرنا اور غیر منقسم ہندوستان کی ریاست کپور تھلہ کے ایک خاندان سے آپ کے تعلق کو ثابت کرنا اس مضمون کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

الحمدللہ قدوائی صاحب حیات ہیں ہماری رہنمائی فرما سکتے ہیں اور اگر ان کے مضامین میں ——ہماری تحقیق کے مطابق—— تسامحات موجود ہیں تو مستقبل کی اشاعتوں میں تصحیح کر کے درست معلومات کی ترویج میں کردار ادا کیا جائے۔

حافظ صاحب کی زندگی کا ایک بڑا حصہ چوں کہ مشرق بعید میں گزرا اس لیے ملائشیا اور اس کے نواح کا کوئی مقامی محقق آپ کی ذات اور کام پر تحقیق کرے تو باتیں زیادہ واضح ہو کر سامنے آسکتی ہیں۔

Bibliography

1. *Abdul-Raof, Hussein, Qur'an Translation: Discourse, Texture and Exegesis (Surrey: Curzon Press, 2001) Ghulam Sarwar, al-Haj, Hafiz, Philosophy of the Qur'ān, (Lahore: Sh. M. Ashraf, ed. First, 1938).*
2. *Al-Haj, Hafiz, Ghulam Sarwar, Translation of the Holy Qur'ān, (National Book Foundation, Lahore, 1973).*
3. *Hafiz Ghulam Sarwar, Words are as Breath and Will is all, The Islamic Review, Vol.XXX, No.5, (May, 1937).*
4. *Hafiz Ghulam Sarwar, Muhammad The Holy Prorphet, (Lahore: Mehtab Company, Urdu Bazar, Reprint, ed.7, 1993).*
5. *https://www.geni.com/people/hafiz-ghulam-sarwar-english-quran-translation/6000000016777531223 retrieved on 26-12-2019.*
6. *Khoo Salma Nasution, colonial intervention & transformation of Muslim waqf settlements in urban Penang: case study of Capitan Keling mosque waqf & achene street mosque waqf.*
7. *Khoo Salma Nasution, Tamil Muslims in the Penang Port 1900-1940, Paper presented at the Penang and India Ocean Conference, 2011.*
8. *Muhammad A.R., Kidwai, Marmaduke Pickthall's English Translation of the Qur'ān (1930): An Assessment, Marmaduke Pickthall, Islam and Modern World, University of Sunderland, Geoffrey P. Nash, Brill, 2017, Leiden, vol.21.*
9. *Muhammad, Mohar Ali, The Qur'an and the Orientalists (Suffolk: Jam'iyat 'Ihhaa' Minhaaj as-Sunnah, 2004).*
10. *Muhammad Ali, The Holy Qur'ān, (Lahore: Ahmadiyyah AnjumanIsha'at Islam, Pakistan, ed.6, 1973).*
11. *Muhammad Ali, The Holy Qur'ān, Arabic Text, English Translation and Commentary, (Ahmadiyyah Anjuman Isha'at Islam, Lahore, Pakistan, 1973), ed.6.*
12. *Dost Muhammad Shahid, Tarikh Ahmadiyyat (Rabwah: Idara-ul-Musanniffin) Mahmud, Bashiruddin, Haqiqat al-Nabuwah.*
13. *'Abdullah, Yūsuf 'Alī, The Holy Qur'ān, Text, Translation & Commentary, Translations of the Qur'ān (Lahore: Shaikh Muhammad Ashraf, Kashmīrī Bāzār, 1938).*